© rasailojaraid.com

شیطان کا کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

ان ساری تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور عقیدہ وہ بنیاد ہے، جس کے بغیر انسداد کی ہر کوشش ناکام ہوگی۔ اگر دنیا جرائم سے پاک ہونا چاہتی ہے تو سب سے پہلے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا عقیدہ درست کرے اور ان حقائق پر ایمان لائے جس پر ایمان لانے کے لئے قرآن نے مطالبہ کیا ہے۔

اسلام کا تصور زندگی اور جرائم کا انسداد:

موجودہ دور میں جرائم کے رونما ہونے کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کی زندگی کا کوئی واضح پاکیزہ مقصد نہیں ہے بلکہ وہ بے سمتی اور وجودی خلفشار کا شکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مادہ پرستی اور عیش و عشرت کے سامان مہیا کرنے میں آدمی اپنی پوری زندگی صرف کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی مقصد ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔ مغربی تہذیب نے اس اندازِ فکر میں مزید اضافہ کیا ہے۔ آج ہر آدمی پیٹ اور شرم گاہ کی دوڑ میں سرپٹ دوڑا چلا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دوڑ کی کوئی منزل نہیں ہے لہٰذا باہمی کشمکش، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری اور جرائم اپنے عروج پر ہیں۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ انسان کا وجود بے مقصد نہیں ہے بلکہ خالق نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے اس کے وجود کے مقصد کا تعین کر دیا ہے اور اس کا ایک انجام اور ایک منزل بھی بتا دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی آزمائش کی جائے اور اس کے اعمال کے مطابق اس کو بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (ھود: ۷)

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ تم کو آزما کر دیکھے، تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ o (الملک: ۲)

اس نے زندگی اور موت کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنے والا ہے۔ وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

آزمائش کے ذرائع:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اس کی آزمائش کے لئے کی ہے اور وہ یہاں اس کی مختلف طریقوں سے ہر وقت اور ہر حالت میں آزمائش کے مرحلہ میں ہے، خواہ وہ خوشحالی کی حالت میں ہو یا بدحالی کی حالت میں، مصیبت میں گھرا ہوا ہو یا لذت میں پڑا ہو۔ غرض کہ ہر وقت اور ہر حالت میں آزمائش ہے۔

دنیا کی زیب وزینت آزمائش کیلئے ہے:

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اس بات کا مکلّف بنایا ہے کہ وہ اس کے احکام پر عمل کرے۔ دوسری طرف اس نے اس دنیا کو رنگینیوں اور دل موہ لینے والی چیزوں سے بھر دیا ہے، جن کی طرف ان کا دل کھنچا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ (آلِ عمران: ۱۴)

لوگوں کے لئے مرغوبات نفس عورتیں، اولادیں، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

یہ سب چیزیں انسانوں کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن یہ صرف اسی لئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے لئے محبوب بنا کر دراصل ان کی آزمائش کرنا چاہا ہے کہ کون ان رنگینیوں مرغوبات نفس، عورتوں اور ساز و سامان کے باوجود خدا کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون چند روزہ زندگی کی رنگینیوں میں رہ کر خدا کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط (الکھف: ۷)

واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سرو سامان بھی زمین پر ہے، اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں، ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

☆ قال الامام الشافعی رحمه الله تعالى : امن الناس عليّ فى الفقه محمد بن حسن ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرق درجات بھی آزمائش کیلئے ہے:

بلاشبہ یہ دنیا ساز و سامان سے بھری پڑی ہے لیکن یہ سب ہر ایک کے لئے میسر نہیں ہے بلکہ یہاں کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے، کوئی محلوں میں رہتا ہے تو کسی کو چھت نصیب نہیں، کوئی پہلوان ہے تو کوئی لاغر، کسی کے یہاں اولاد کی کثرت ہے تو کوئی لاولد ہے، کوئی عالم ہے تو کوئی جاہل ہے، کوئی چالاک ہے تو کوئی بدھو ہے۔ غرض کہ فرق مراتب کا ایک سلسلہ ہے، جو ایک کو دوسرے سے مختلف کرتا ہے۔ یہاں پر تمام آدمی یکساں صلاحیتیں اور مقام و مرتبہ کے نہیں ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اونچ نیچ اور کمی و بیشی آخر کیوں ہے۔ سبھی ایک ہی درجہ پر کیوں نہیں ہیں۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا ہے:

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰكُمْ ط اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o (انعام: ۱۶۵)

وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے، اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

مصیبتیں بھی آزمائش کیلئے ہیں:

یہاں نہ صرف فرق درجات ہے بلکہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ یہاں مصیبتوں اور پریشانیوں کے شکار ہیں، قحط، بھکمری، وبائی امراض اور جنگ جیسی اجتماعی مصیبتوں کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حادثہ، مرض، موت اور تنگ دستی پیش آتی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ سب بھی آزمائش کی غرض سے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o (البقرہ: ۱۵۵)

اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے ان حالات میں جو لوگ صبر کریں، انہیں خوشخبری دے دو۔

اوپر بیان کردہ تصور زندگی اگر کسی کے سامنے موجود ہو تو کیا وہ کسی جرم کا مرتکب ہو سکتا

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ ظاہر ہے کہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ اگر وہ دولت مند ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دولت کس لئے ہے اور اگر وہ غربت وافلاس کا شکار ہے تو بھی اسے اپنی حالت کا علم ہوتا ہے لہٰذا وہ نہ صرف اپنی دولت سے لوگوں کا استحصال کرے گا نہ خود عیش پرستی میں جملہ حدود کو تجاوز کرے گا اور نہ اپنی غربت وافلاس اور مصیبت و پریشانی سے مایوس ہوکر خودکشی کرے گا بلکہ وہ اعلیٰ قدروں کو لازم پکڑے گا اور ان کو فروغ دے گا۔ اسلام کا یہ تصور زندگی وہ نسخہ کیمیا ہے جو آج پوری دنیا کا علاج ہوسکتا ہے بلکہ اس میں آج اور آئندہ تمام انسانوں کی فلاح وسعادت مضمر ہے۔

اسلام کا تصور جزاء وسزا:

آدمی کو اگر معلوم ہو کہ وہ یہاں جو فعل یا عمل انجام دے گا، اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہونے والا نہیں ہے تو یا تو وہ اپنا ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جائے گا یا پھر اوٹ پٹانگ عمل انجام دینے لگے گا جن کا کوئی مقصد ہوگا اور نہ کوئی سمت۔ لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے ہر عمل کا نتیجہ ظاہر ہوگا تو وہ ہر کام سوچ سمجھ کر کرے گا تاکہ بہتر سے بہتر نتیجہ نکلے۔ موجودہ دور میں مغرب زدہ انسانوں کو یہ تو معلوم ہے کہ دنیا میں ان کے ہر عمل کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے لیکن شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ عمل کا نتیجہ ظاہر ہونے کی ایک جگہ اور ہے اور وہ آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تمام ایسے لوگوں کے اعمال بے مقصد اور بے سمت انجام پا رہے ہیں، اس بے مقصدی اور بے سمتی ہی کا دوسرا نام جرائم ہے۔ آج ہر آدمی آزاد ہے، جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے۔ لیکن اسلام نے یہ تصور دیا ہے کہ جس طرح یہاں انسان کی زندگی بے مقصد نہیں ہے، اسی طرح ان کے اعمال بھی بے مقصد اور بے انجام نہیں ہیں بلکہ وہ نتائج برآمد کرنے والے ہیں۔ وہ نتائج جلد برآمد ہوں گے، اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے، معمولی ہوں یا غیر معمولی، خفیہ ہوں یا علانیہ، انفرادی ہوں یا اجتماعی ہر ایک کا نتیجہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○

(زلزال: ۵۔۷)

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں: (محدث ابوزرعہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ٥ (لقمان:١٦)

اے بیٹے کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمینوں میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اسے نکال لائے گا۔ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

ایک جگہ اور ارشاد ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (آل عمران: ۱۹۵)

''جواب میں ان کے رب نے فرمایا میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔''

اسلام کا تصور فلاح:

انسان ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی دنیا بنانے کا عمل شروع کر دیتا ہے اور زندگی میں زیادہ سے زیادہ وسائل اکٹھا کر لینے کو وہ مستقبل کی فلاح کا ضامن تصور کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ دنیوی اسباب کے بغیر یہاں زندہ رہنا ممکن ہے اور نہ ہی کسی قسم کی ترقی و کامیابی سے ہم کنار ہوا جا سکتا ہے۔ کامیابی کا سارا انحصار مادی وسائل اور اسباب دنیا کے حصول میں ہے۔ لہٰذا وہ اس کے لئے ہر قسم کا جتن کرتا ہے۔ ہر جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے بلکہ طرح طرح کے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ انہیں حاصل کر لے۔

لیکن اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی کامیابی اور اس کی فلاح مادی اسباب و وسائل پر منحصر نہیں بلکہ وہ کچھ اور ہے اور وہ ہے رضائے الٰہی کا حصول اور جنت میں داخلہ یا جہنم کے عذاب سے چھٹکارا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ٥ (آل عمران: ۱۸۵)

''آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔ تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط ذَالِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o

(التوبہ:۷۲)

"ان مؤمن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدا بہار باغوں میں ان کے لئے قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اسلام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فلاح کی یہ قسم کن شرائط سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان شرائط میں ایمان وعمل صالح، تقویٰ، اتباع کتاب وسنت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس کے برعکس شرک کرنا کفر، نفاق، آخرت کا انکار، شیطان ک اتباع، نفس پرستی، بدعملی اور بے عملی اور مجرمانہ زندگی جیسی چیزیں اس فلاح سے دور کر دیتی ہیں۔

جرائم کے انسداد میں اسلامی عبادات کا حصہ:

اسلام محض چند عقیدوں کو مان لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ماننے والوں پر عملی ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے، ان میں کچھ تعلق باللہ کے تئیں ذمے داریاں ہیں اور کچھ عام بندوں کے تئیں۔ اول الذکر کو عبادات یا حقوق اللہ کہا جاتا ہے اور آخر الذکر کو اخلاق یا حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ یہاں عبادات کے تعلق سے انسان کی زندگی پر پڑنے والے اچھے اثرات کا تذکرہ مقصود ہے۔ اسلامی عبادات میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ان عبادتوں کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ بعض عبادتیں جسمانی ہیں تو بعض مالی اور بعض مالی اور جسمانی دونوں سے مرکب ہیں۔ ان عبادات مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام میں انسانی مصلحتوں کو بھی پوشیدہ رکھا ہے۔ لہٰذا ان سے انسان کو صرف اخروی فوائد ہی حاصل نہیں ہوتے بلکہ ان کے فوائد دنیا میں بھی مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں برائیوں سے بچاؤ اور جرائم کا قلع قمع خاص

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہاں عبادات سے حاصل ہونے والے ہر قسم کے فوائد کا تذکرہ ممکن نہیں ہے۔ صرف اس پہلو پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے جرائم کا انسداد ہوتا ہے۔

نماز:

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو کسی بھی حالت میں کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتی۔ نماز کے مختلف اوقات ہیں اور اس کے لئے آدمی کو مختلف طریقے سے تیاری کرنی ہوتی ہے۔ مثلاً پاکی، صفائی اور وضو کا اہتمام اور وہ مختلف دعائیں جن میں بندہ خدا کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اقرار کرتا ہے۔ اب جو شخص روزانہ متعدد بار اس کام کیلئے اپنے آپ کو تیار کرے اور ان اہتمامات کو ملحوظ رکھے جو اس میں مطلوب ہیں تو کیا ایسی صورت میں اسے کوئی جرم کرنے یا اس کے بارے میں سوچنے کا موقع اور وقت ہوگا؟ دوسری بات یہ کہ جو شخص دن اور رات میں متعدد بار اپنے خدا کے سامنے اپنے بندہ ہونے کا اقرار کرلے وہ کیوں کر کسی بندہ پر دست درازی، ظلم، خیانت اور کسی جرم کو جائز سمجھے گا۔ پھر نماز میں قلبی کیفیات سے آدمی گزرتا ہے۔ مثلاً خشوع و خضوع وغیرہ، ان کی موجودگی میں اس کے دل میں وہ کیفیات کیسے پیدا ہوسکتی ہیں، جن سے مغلوب ہوکر آدمی جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ. (العنکبوت: ۴۵)

''یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کی نماز اس کو برائی اور بدی سے نہ روکے تو ایسی نماز اس کو خدا سے اور دور کر دیتی ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی دوسری احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فطری طور پر آدمی کو جرائم سے روکتی ہے۔

روزہ:

روزہ اسلامی عبادات کا اہم رکن ہے، اس میں آدمی سحر سے افطار تک نہ صرف کھانے پینے سے رک جاتا ہے بلکہ ہر قسم کی لغویات اور فضول عمل کو ترک کر دیتا ہے۔ روزہ تقویٰ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، تقویٰ اسی دلی کیفیت کا نام ہے، جس سے آدمی ہر وقت اپنے عمل کو حق و باطل کے ترازو میں تولتا رہتا ہے اور آدمی کا دل خوف خدا سے معمور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

© rasailojaraid.com